محمد وسیم اختر مفتی

السابقون الاولون من الانصار

(۵)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

حضرت عوف بن عفرا رضی اللہ عنہ

آباواجداد

حضرت عوف بن عفرا یثرب میں پیدا ہوئے۔ شاذ روایت میں ان کا نام عوذ بتایا گیا ہے۔ ان کے والد کا نام حارث بن رفاعہ تھا، لیکن وہ اپنی والدہ حضرت عفرا کی نسبت سے مشہور ہیں۔ مالک بن نجار ان کے ساتویں، خزرج قبیلے کے بانی خزرج بن حارثہ گیارھویں اور ازد بن غوث انیسویں جد تھے۔ نسبت قبیلہ سے خزرجی اور نسبت ایمانی سے انصاری کہلاتے ہیں۔

حضرت عوف کی والدہ حضرت عفرا بنت عبید بنو نجار سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کی پہلی شادی حارث بن رفاعہ سے ہوئی۔ حضرت معاذ اور حضرت معوذ کی پیدایش کے بعد حارث نے ان کو طلاق دے دی تو وہ حج کرنے مکہ آئیں۔ یہاں بنو عدی کے حلیف بکیر (یا ابو البکیر) بن عبد یالیل سے ان کا عقد ثانی ہو گیا اور حضرت عاقل، حضرت عامر، حضرت خالد اور حضرت ایاس کی ولادت ہوئی۔ اس کے بعد معلوم نہیں، ابو البکیر کی

وفات ہو گئی یا وہ ان سے علیحدہ ہو گئیں۔ تب حضرت عفرا مدینہ لوٹ آئیں اور اسلام قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لی۔ حارث نے رجوع کر کے دوبارہ ان سے نکاح کیا تو حضرت عوف کی ولادت ہوئی۔ (انساب الاشراف ۱/۲۸۱)۔ البتہ حارث بن رفاعہ کے قبول اسلام کی کوئی خبر نہیں۔ ابن اسحٰق نے حضرت رفاعہ کو بھی حضرت عوف کا بھائی بتایا ہے (الطبقات الکبریٰ، رقم ۱۶۳)۔

مکہ کے ناموافق حالات میں تعلیم و تبلیغ جاری رکھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقم بن ابوارقم کے گھر منتقل ہوئے تو حضرت خالد بن بکیر، حضرت عاقل بن بکیر، حضرت عامر بن بکیر اور حضرت ایاس بن بکیر سب سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لے آئے۔ ان کے والد کے قبول اسلام کی کوئی اطلاع نہیں۔

قبول اسلام اور ۱۱/ نبوی کی بیعت

حضرت عوف بن عفرا انصار کے ان چھ السابقون الاولون میں شامل تھے جنھوں نے سب سے پہلے یثرب سے مکہ آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی۔ ۱۱/ نبوی (جولائی ۶۲۰ء) کے موسم حج میں آنے والے قبائل کو دعوت دین دینے کے لیے آپ منیٰ تشریف لائے تھے کہ آپ کی ملاقات بنو خزرج کے چھ افراد سے ہوئی۔ آپ نے انھیں قرآن مجید سنا کر اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو وہ بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ یہودی جن خاتم النبیین کے ظہور سے ہمیں ڈراتے ہیں، یہی ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہم سے پہلے اسلام قبول کر لیں۔ چنانچہ سب ایمان لے آئے اور امید ظاہر کی کہ اگر یثرب کی ساری قومیں اوس اور خزرج آپ کی دعوت قبول کر لیں تو ان کی باہمی دشمنیاں ختم ہو جائیں گی۔ ان چھ خوش نصیبوں کے نام یہ ہیں: حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت عوف بن عفرا، حضرت رافع بن مالک، حضرت قطبہ بن عامر، حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت جابر بن عبد اللہ بن رئاب۔ یثرب جا کر انھوں نے اپنے اہل خاندان اور رشتہ داروں کو بھی اسلام کی دعوت دی۔

دوسری روایت کے مطابق ان چھ اصحاب کے ایمان لانے سے پہلے حضرت رافع بن مالک اور حضرت معاذ بن عفرا مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے اسلام قبول کر چکے تھے (البدایہ ۳/۳۹۹)۔

بیعت عقبۂ اولیٰ

۱۲/ نبوی (جولائی ۶۲۱ء): حج کے دوران میں ۱۱/ نبوی کی بیعت میں شامل پانچ اصحاب حضرت اسعد بن زرارہ،

حضرت عوف بن عفرا، حضرت رافع بن مالک، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت قطبہ بن عامر کے علاوہ حسب ذیل سات مزید اہل ایمان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی:

حضرت معاذ (معوذ: بلاذری، ابن جوزی) بن عفرا، حضرت ذکوان بن عبد قیس، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت یزید بن ثعلبہ، حضرت عباس بن عبادہ، حضرت ابوالہیثم مالک بن تیہان اور حضرت عویم بن ساعدہ۔ حضرت ابوالہیثم اور حضرت عویم اوس سے تھے، جب کہ باقی دس صحابہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ عقبہ کے مقام پر ہونے والی انصار کے ان بارہ السابقون الاولون کی بیعت، بیعت عقبۂ اولیٰ کہلاتی ہے۔

بیعت النساء

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوشش تھی کہ اسلام میں داخل ہونے والے ہر نئے مومن کا ایمان کامل ہو جائے، اخلاق حسنہ سے مزین ہو اور کبائر سے دور ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے یثرب کے ان اہل ایمان سے ان الفاظ میں بیعت لی: آؤ، اس بات پر میری بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراؤ گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، اپنے ہاتھوں پاؤں کے درمیان (اعضاے صنفی) سے متعلق کوئی بہتان نہ تراشو گے اور معروف میں میری نافرمانی نہ کرو گے۔ تم میں سے جو عہد پورا کرے گا، اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہو گا اور جس نے ان میں سے کوئی عہد شکنی کی اور اللہ نے اس کا پردہ رکھا تو اس کا فیصلہ اللہ کرے گا، چاہے سزا دے، چاہے معاف کر دے (بخاری، رقم ۳۸۹۳۔ مسلم، رقم ۴۴۸۱۔ احمد، رقم ۲۲۷۵۴۔ مسند شاشی، رقم ۱۱۵۰)۔ اسے 'بیعت النساء' کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ جنگ فرض ہونے سے پہلے لی گئی اور اس کے الفاظ اس بیعت سے ملتے ہیں جو بعد میں صلح حدیبیہ کے موقع پر اللہ کے حکم پر عورتوں سے لی گئی (الممتحنہ ۶۰: ۱۲)۔

بیعت عقبۂ ثانیہ

۱۳ر نبوی (جون ۶۲۲ء): حج کے موقع پر جمرۂ اولیٰ کی گھاٹی میں پچھتر انصار نے اپنے بت پرست ساتھیوں سے چھپ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر جو بیعت کی، اسے بیعت عقبۂ ثانیہ کہا جاتا ہے۔ موسم حج میں وہ اپنے مشرک اہل وطن کے ساتھ فریضہ حج ادا کرنے نکلے۔ راستے میں باہم مشورہ کرنے لگے کہ ہم کب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے پہاڑوں میں چکر کاٹتے، خوف زدہ رہنے دیں گے۔ مکہ پہنچ کر انھوں نے آپ سے درپردہ سلسلۂ جنبانی شروع کیا، آخر کار اس امر پر اتفاق ہو گیا کہ وہ ایام تشریق کے درمیانی دن،

یعنی ۱۲؍ ذی الحجہ کو منیٰ میں جمرۂ عقبہ کی گھاٹی میں آپ کے پاس خفیہ طور پر جمع ہوں گے۔ تہائی رات گزر گئی تو تہتر مرد اور دو عورتیں سست روی سے چھپتے چھپاتے گھاٹی میں پہنچ گئے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی اور عہد کیا کہ ہم لوگ آپ اور اسلام کی حفاظت کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔

بیعت الحرب

۱۲؍ نبوی کا سال گزرنے کے بعد حالات میں تبدیلی آئی اور اسلامی ریاست کے آثار نظر آنے لگے تو نصرت دین اور اعلاے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد ضروری ہو گیا۔ چنانچہ بیعت عقبۂ ثانیہ میں جہاد اور مملکت اسلامیہ کے دفاع کی شقیں شامل کی گئیں، اس لیے اسے 'بیعت الحرب' کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی آیات تلاوت فرمائیں، اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی اور اسلام کی رغبت دلائی۔ صحابہ ایک ایک دو دو کر کے آپ کے پاس آئے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپ نے فرمایا: میں تم سے بیعت لیتا ہوں، مستعدی اور کسل مندی میں سمع وطاعت کی، تنگی اور کشادگی میں انفاق کی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی، اس بات کی کہ تم اللہ کی راہ میں اٹھ کھڑے ہو گے، اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرو گے، میری نصرت کرو گے جب میں تمھارے پاس آؤں گا، میرا دفاع کرو گے ان معاملات میں جن میں اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا دفاع کرتے ہو، بدلے میں تمھیں جنت ملے گی (احمد، رقم ۱۴۴۵۶، ۱۴۶۵۳۔ مستدرک حاکم، رقم ۴۲۵۱۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۷۷۳۵۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۵۵۲۴۔ صحیح ابن حبان، رقم ۷۰۱۲)۔

حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت معاذ بن عفرا، حضرت عوف بن عفرا، حضرت معوذ بن عفرا، حضرت عمارہ بن حزم، حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت سہل بن عتیک، حضرت اوس بن ثابت، حضرت ابو طلحہ انصاری، حضرت قیس بن ابو صعصہ، حضرت عمرو بن غزیہ۔ ابن ہشام نے حضرت عوف کے چوتھے بھائی حضرت رفاعہ بن عفرا کو بھی بیعت عقبۂ ثانیہ کرنے والوں میں شمار کیا ہے۔

بت شکنی

مدینہ پہنچ کر حضرت عوف بن عفرا، حضرت اسعد بن زرارہ اور حضرت عمارہ بن حزم نے اپنے قبیلے بنو مالک بن نجار کے بت پاش پاش کر دیے۔

جنگ بدر

جنگ بدر ۱۷؍ رمضان ۲ھ (۱۳؍ مارچ ۶۲۴ء) میں مدینہ سے اسّی میل (ایک سو تیس کلو میٹر) دور بدر کے میدان میں لڑی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں تین سو تیرہ اہل ایمان ابو جہل کے لائے ہوئے ایک ہزار کفار کے خلاف نبرد آزما ہوئے اور نصرت الٰہی سے فتح عظیم حاصل کی۔ حضرت عوف بن عفرا نے اس معرکۂ فرقان میں شہادت حاصل کی۔

جنگ کا سبب

ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے مدینہ کے پاس سے گزرنے والے تجارتی قافلوں کو ہدف بنانے کا فیصلہ کیا۔ جمادی الثانی ۲ھ (جنوری ۶۲۴ء) میں آپ نے قریش کی سرگرمیوں کی خبر لینے کے لیے حضرت عبد اللہ بن جحش کی سربراہی میں نو مہاجرین کا سریہ روانہ کیا۔ سریے میں شامل حضرت واقد بن عبد اللہ نے تیر مار کر قافلے کے سردار عمرو بن حضرمی کو قتل کر دیا۔ اس پر سرداران قریش مشتعل ہو گئے اور انتقام لینے پر تل گئے۔ چنانچہ یہی قتل جنگ بدر برپا ہونے کا اہم سبب بن گیا، دوسری وجہ یہ ہوئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سفیان بن حرب کی قیادت میں شام سے آنے والے تجارتی قافلے کو روکنے کے لیے ایک چھوٹا لشکر تیار کیا۔ ابو سفیان نے خطرہ بھانپ کر مدینہ سے دور سمندر کے قریب ایک لمبا اور محفوظ راستہ اختیار کر لیا، ساتھ ہی ضمضم بن عمرو کنانی کو مدد لانے کے لیے مکہ بھیج دیا۔ ابو جہل نے نو سو سے زیادہ مسلح افراد پر مشتمل لشکر تیار کیا اور بدر کا رخ کیا۔ اس اثنا میں ابو سفیان کا قافلہ خیر و عافیت سے مکہ پہنچ گیا، تاہم ابو جہل نے پیش قدمی جاری رکھی اور ۱۶؍ رمضان ۲ھ کے دن بدر کے میدان میں پہنچ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲؍ رمضان کو تین سو تیرہ جاں نثاروں کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور ۱۷؍ رمضان کو میدان جنگ میں پہنچے۔

جنگ کا آغاز

میدان جنگ میں حضرت علی نے مہاجرین کا پرچم اٹھایا، جب کہ حضرت سعد بن عبادہ نے انصار کا پرچم تھاما۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے مشرک لیڈروں حکیم بن حزام اور عتبہ بن ربیعہ نے سریۂ عبد اللہ بن جحش میں مارے جانے والے عمرو بن حضرمی کی دیت لے کر مکہ واپس لوٹنے کا مشورہ دیا۔ ابو جہل نے انھیں خوب طعن و تشنیع کی اور عمرو بن حضرمی کے بھائی عامر سے کہا کہ اپنے بھائی کا بین کر کے لوگوں کو جنگ پر آمادہ کرو۔ عتبہ ابن حضرمی

کا حلیف تھا، اس لیے غیرت میں آکر نکلا، کوئی خود پورا نہ آیا تو سر پر چادر لپیٹی اور اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور بیٹے ولید کو لے کر دوبدو مقابلے (duel) کے لیے پکارا۔ اس کے للکارنے پر انصار کے تین نوجوان حضرت عوف بن عفرا، حضرت معوّذ بن عفرا اور حضرت عبداللہ بن رواحہ (یا حضرت معاذ بن عفرا) آگے آئے اور بتایا: ہم انصاری ہیں۔ عتبہ بولا: ہمیں تم سے کچھ نہیں لینا دینا۔ محمد، ہماری قوم کے ہم سر بھیجو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سبقت کرنے والے انصار کو صفوں میں واپس جانے کو کہا اور فرمایا: اے بنی ہاشم، اٹھ کر مقابلہ کرو، اٹھو حمزہ، اٹھو عبیدہ بن حارث، اٹھو علی۔ تینوں نکل کر آئے تو عتبہ بولا: اب برابر کے، صاحب شرف لوگوں سے جوڑ پڑا ہے۔ اولاً اس نے اپنے بیٹے ولید کو بھیجا، حضرت علی اس کے مقابلے پر آئے۔ دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا۔ ولید کا وار خالی گیا، جب کہ حضرت علی نے ایک ہی ضرب میں اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر شیبہ آگے بڑھا اور حضرت حمزہ اس کا سامنا کرنے نکلے۔ ان دونوں میں بھی دو ضربوں کا تبادلہ ہوا اور شیبہ جہنم رسید ہوا۔ اب عتبہ کی باری تھی، حضرت عبیدہ بن حارث سے اس کا دوبدو مقابلہ ہوا، دونوں نے ایک دوسرے پر کاری ضربیں لگائیں۔ حضرت عبیدہ کی پنڈلی پر تلوار لگی اور ان کا پاؤں کٹ گیا۔ حضرت حمزہ اور حضرت علی پلٹ کر عتبہ پر پل پڑے، اسے جہنم رسید کیا اور زخمی حضرت عبیدہ کو اس حال میں اٹھا کر لے آئے کہ ان کی ٹانگ کی نلی سے گودا بہ رہا تھا۔ ان کی شہادت اسی زخم سے ہوئی۔ قریش نے اپنے نام ور سرداروں کو یوں کٹتے دیکھا تو یک بارگی حملہ کر دیا تاکہ اکثریت کے بل بوتے پر لشکر اسلام کو شکست دیں۔ حضرت واقد بن عبداللہ جنھوں نے عمرو کو قتل کیا اور حضرت عبداللہ بن جحش جو اس مہم کے امیر تھے، مشرکوں کا ٹارگٹ تھے۔ اللہ کا کرنا ہے کہ اس غزوہ میں دونوں ان کے ہاتھ نہ آسکے۔

داد شجاعت

حضرت عوف بن عفرا اور ان کے بھائیوں حضرت معاذ بن عفرا اور حضرت معوذ بن عفرا نے جنگ بدر میں بھرپور شرکت کی۔ ابن اسحٰق کا کہنا ہے کہ حضرت عوف بن عفرا کے چوتھے بھائی حضرت رفاعہ بن عفرا بھی معرکۂ فرقان میں شامل تھے (السیرۃ النبویہ ۲/۶۷۔ طبقات ابن سعد، رقم ۱۶۳)۔ دوسرے ذرائع سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ ان بھائیوں کی شجاعت کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ انھیں الگ الگ بیان کیا جاتا ہے۔

پہلی روایت: جنگ کی صف میں حضرت معاذ بن عمرو بن جموح اور حضرت معاذ بن عفرا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے دائیں بائیں کھڑے تھے۔ ایک نے پوچھا: چچا، آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ وہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی شان میں گالیاں بکتا ہے۔ اگر میں اس کو دیکھ لوں تو اس وقت تک نہ چھوڑوں جب تک کہ وہ مر نہ جائے یا میں شہید نہ ہو جاؤں۔ دوسرے نے بھی ایسی ہی گفتگو کی۔ حضرت عبدالرحمٰن نے ابوجہل کو مشرکوں کے بیچ گھومتے پھرتے دیکھ لیا تو اس کی طرف اشارہ کر دیا۔ دونوں مجاہد تلواریں لے کر اس کی طرف لپکے اور پے در پے وار کر کے اسے قتل کر دیا۔ پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ابوجہل کے انجام کی خبر دی۔ آپ نے سوال فرمایا: تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟ دونوں بولے: میں نے قتل کیا ہے۔ آپ نے پوچھا: کیا تم نے اپنی تلواریں پونچھ لی ہیں؟ عرض کیا: نہیں۔ آپ نے تلواروں کو ملاحظہ کر کے فرمایا: تم دونوں نے اسے جہنم رسید کیا ہے، لیکن اس کا چھوڑا ہوا مال غنیمت (تلوار اور سامان حرب) معاذ بن عمرو کو ملے گا (بخاری، رقم ۳۱۴۱۔ مسلم، رقم ۳۹۸۸۔ احمد، رقم ۱۶۷۳۔ مستدرک حاکم، رقم ۵۷۹۶۔ صحیح ابن حبان، رقم ۴۸۴۰۔ مسند ابویعلیٰ، رقم ۸۶۷)۔ کیونکہ انھوں نے پہلے وار کیا اور زیادہ گہری چوٹ لگائی۔ تمام قاتلوں کے غنیمت میں شریک ہونے کا حکم غزوۂ بدر کے سات سال بعد جنگ حنین میں ارشاد ہوا (فتح الباری: شرح حدیث، رقم ۳۰۴۰۔ ابن حبان، رقم ۴۸۴۰)۔

دوسری روایت: ابوجہل گھوڑے پر سوار تھا اور اسے مشرکوں نے حصار میں لے رکھا تھا، حضرت معاذ بن عمرو نے موقع پا کر اس کی ٹانگ پر وار کیا اور اس کی پنڈلی کاٹ دی۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے ان کے کندھے پر جوابی وار کیا، جس سے ان کا کندھا کٹ کر پہلو سے لٹکنے لگا۔ انھوں نے اسے اتار پھینکا (السیرۃ النبویۃ، ابن ہشام ۲/۲۶۷)۔ ابن عبدالبر نے اس عمل کو حضرت معاذ بن عفرا کی طرف منسوب کیا ہے (الاستیعاب ۱۴۰۹)۔ ابن حجر کا رجحان بھی یہی ہے (الاصابہ، رقم ۸۰۵۴)، تاہم ابن سعد نے اس واقعہ کا ذکر ہی نہیں کیا۔ اتنے میں حضرت معوذ بن عفرا آ پہنچے، انھوں نے بھی ابوجہل پر کاری ضربیں لگائیں، پھر وہ لڑتے لڑتے آگے نکل گئے اور شہید ہو گئے (اسد الغابہ ۴/۳۸۱)۔ دوران جنگ میں حضرت عوف نے بھی شہادت پائی۔

تیسری روایت: بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون دیکھے گا، ابوجہل کس حالت میں ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود نے تعمیل فرمان کی۔ انھوں نے دیکھا کہ حضرت عفرا کے دونوں بیٹوں نے اسے گھائل کر دیا ہے، حتیٰ کہ وہ ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ انھوں نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا: یہ تو ہے، ابوجہل، گم راہ سردار؟ ابوجہل بولا: کیا تمھارے قتل کیے ہوئے لوگوں میں کوئی مجھ سے بلند رتبہ بھی ہے؟ (بخاری، رقم ۳۹۶۳۔ مسلم، رقم ۴۶۸۵۔ احمد، رقم ۱۳۴۷۷۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۸۱۶۵)۔ ابن حجر کہتے ہیں: حضرت عفرا

کے دونوں بیٹوں سے مراد حضرت معاذ اور حضرت معوذ ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے ابو جہل کی تلوار ہی سے اس کا سر قلم کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کر دی۔

چوتھی روایت: حضرت عوف بن عفرا اور حضرت معاذ بن عفرا، دونوں بھائیوں نے ابو جہل پر وار کر کے اسے زخمی کیا، لیکن گرنے سے پہلے وہ ان دونوں کی طرف مڑا اور جوابی وار کر کے انھیں شہید کر دیا (کتاب المغازی، واقدی ۱/۱۴۹۔ المنتظم، ابن جوزی ۲۶۷)۔ ابن سیرین نے اس روایت کی تائید کی۔

پانچویں روایت: حضرت معاذ بن عمرو، حضرت معوذ بن عفرا اور حضرت عوف بن عفرا نے تلواروں کے وار کر کے ابو جہل کو ادھ موا کیا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود نے اس کا کام تمام کیا (طبقات ابن سعد، رقم ۱۶۳۔ بحار الانوار، مجلسی ۱۹/ ۳۶۳)

چھٹی روایت: غزوۂ بدر کے دن حضرت عوف بن عفرا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: بندے کی کون سی بات اس کے رب کو خوش کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ بات کہ اس کا ہاتھ جنگ میں مصروف ہو اور زرہ کے بغیر بے خوف لڑ رہا ہو، یعنی اگر جنگ کے میدان میں ہے تو پھر بے خوف ہونا چاہیے۔ اس پر حضرت عوف بن عفرا نے اپنی زرہ اتار پھینکی، تلوار پکڑی اور آگے بڑھ کر لڑنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ شہید ہو گئے (السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۷۶۹۷۔ السیرۃ النبویۃ، ابن ہشام ۲/ ۲۰۳)۔

حضرت عوف کے چاروں سوتیلے بھائیوں حضرت خالد بن بکیر، حضرت عاقل بن بکیر، حضرت عامر بن بکیر اور حضرت ایاس بن بکیر نے بنو عدی کے حلفا کی حیثیت سے جنگ بدر میں شرکت کی اور حضرت عاقل نے شہادت کا اعزاز حاصل کیا۔

شہادت

بلاذری کہتے ہیں: حضرت معاذ بن عفرا اور حضرت معوذ بن عفرا نے غزوۂ بدر میں شہادت پائی، جب کہ حضرت عوف بن عفرا زندہ رہے اور عہد معاویہ میں وفات پائی۔ اپنے بیٹوں کی شہادت کے بعد حضرت عفرا بنت عبید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا: یا رسول اللہ، یہ میرا سب سے گزرا ہوا بیٹا ہے۔ آپ نے فرمایا: ایسا نہیں، عفرا کی باقی نسل عوف ہی سے چلے گی۔ اس کے برعکس واقدی نے بتایا ہے: حضرت عوف بن عفرا اور حضرت معوذ بن عفرا جنگ بدر میں شہید ہوئے، انھیں ابو جہل نے قتل کیا۔ حضرت معاذ بن عفرا زندہ رہے اور زمانۂ فتنہ میں وفات پائی (الانساب ۱/ ۲۸۱)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عفرا کے بیٹوں کی جاے شہادت پر آئے اور فرمایا: اللہ ان دونوں پر رحم فرمائے، انھوں نے اس امت کے فرعون کو قتل کرنے میں حصہ لیا۔

مطالعۂ مزید: کتاب المغازی (واقدی)، السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، انساب الاشراف) بلاذری)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، Wikipedia۔